© rasailojaraid.com

دل کی بات

مجلس عمل کا تازہ فیصلہ اور اس کا پیش منظر

متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل نے ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' کے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کا پہلا اجلاس ۲۴/ جون کو جنرل پرویز مشرف کی صدارت میں اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں صدر مملکت کے معتمد خاص مسٹر طارق عزیز نے بریفنگ دی اور صدر نے خطاب کیا۔

متحدہ مجلس عمل کے ''مستقل'' قائم مقام صدر جناب قاضی حسین احمد اور جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمٰن نے اسلام آباد میں مجلس کی سپریم کونسل کے اجلاس کے بعد پریس بریفنگ میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ:

سیکورٹی کونسل اور صدر کا آرمی چیف کا عہدہ پارلیمنٹ کے لیے خطرہ ہے۔ وزیر اعظم کو سیکورٹی کونسل کا سربراہ بنایا جائے، صدر وردی اتار دیں، سترہویں آئینی ترمیم میں مجلس عمل کی تجویز کردہ شقوں کو تحفظ فراہم کیا جائے اور مطالبات تسلیم کیے جائیں تو مجلس عمل، سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شریک ہو سکتی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ مجلس عمل کے رہنماؤں نے نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے ورنہ سترہویں ترمیم کے ذریعے ایل ایف او کو تسلیم کرنے اور مخلوط انتخابات قبول کرنے کی وجہ سے عوام میں مجلس عمل کے بارے میں منفی تاثر کو تقویت مل رہی تھی۔ لوگ بجا طور پر ناراض و نالاں ہیں کہ مجلس کی کارکردگی ان کی خواہشات کے برعکس ہے۔ یہ تاثر عام ہے کہ جنرل پرویز کو مضبوط کرنے اور ان کے تمام مارشل لائی اقدامات کو آئینی شکل و تحفظ دینے میں مجلس عمل نے کلیدی کردار کیا ہے۔ اللہ کرے کہ مجلس اپنے تازہ مؤقف پر قائم رہے۔ اُدھر ایوانِ اقتدار میں وزیر اعظم کی تبدیلی کی افواہیں یقین کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اپوزیشن کی تمام جماعتیں وزیر اعظم جمالی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو گئی ہیں۔ اپوزیشن کا مؤقف یہ ہے کہ ہم وزیر اعظم کو گرنے نہیں دیں گے کیونکہ اگر وہ گرے تو ہم پر ہی گریں گے اور سسٹم تباہ ہو جائے گا۔ اسی لیے وہ اختیارات کے حوالے سے پاکستان کے کمزور ترین وزیر اعظم کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ اگر انہیں گرنا ہے تو وہ صدر پر ہی گریں، ہم پر نہ گریں۔ باقی سسٹم کی صورت حال یہ ہے کہ صدر اپنی من مانی کر رہے ہیں اور وزیر اعظم اپنی ڈفلی بجا رہے ہیں۔

قومی اسمبلی میں دو خوانچے لگ گئے ہیں۔ صدر اپنے خوانچے میں باقاعدہ بیٹھ کر سیاسی کھیل میں مصروف ہیں اور وزیر اعظم اپنے کھوکھے میں۔ اگرچہ وزیر اعظم کا کھوکھا اپنے حدود اربعہ کے لحاظ سے چھوٹا اور ناکافی ہے لیکن ہر چند وہ اسے آباد رکھنے اور دل ناتواں کے ساتھ مقابلے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ سازشوں کا بازار گرم اور منافقتوں کا الاؤ روشن ہے،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی روشن خیالی، ترقی پسندی اوراعتدال پسندی ہے۔ان محلاتی سازشوں کا شہ دماغ مسٹر طارق عزیز قادیانی ہے جو صدر کا محبوب ترین دوست ہے۔مسٹر طارق عزیز جہاں پہنچ چکے ہیں اور جو کارنامے سرانجام دے رہے ہیں ان سے ہم بخوبی آگاہ ہیں۔قادیانی گروہ نے ہر دور میں ایسے ہی لوگوں سے کام لیا ہے۔جنرل ایوب خان اور جنرل یحییٰ خان کے دور میں ایم ایم احمد قادیانی نے ایوانِ اقتدار میں بیٹھ کر جو سازشیں کیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور کسی سے پوشیدہ نہیں۔۱۹۶۵ء میں کشمیر کے محاذ پر جنرل عبدالعلی قادیانی نے جو گھناؤنا کردار ادا کیا وہ تاریخ میں ناقابلِ معافی جرم ہے۔بانیٔ پاکستان کی کابینہ کے وزیر خارجہ آنجہانی مسٹر ظفراللہ خان قادیانی نے قیامِ پاکستان کے وقت باؤنڈری کمیشن میں اور پاکستان میں وزارتِ خارجہ میں بیٹھ کر وطنِ عزیز کو جو نقصانات پہنچائے ان کی آج تک تلافی نہیں ہوسکی۔وہی کام آج کل مسٹر طارق عزیز سرانجام دے رہے ہیں۔یہ بات طے شدہ ہے کہ قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق وطن کے نہیں بلکہ امریکہ و برطانیہ اور یہود و نصاریٰ کے وفادار و غلام ہیں۔

صدر کی وردی ،نیشنل سیکورٹی کونسل ، جمالی کا استحکام اور سسٹم کا تحفظ ۔ساری باتیں اپنی جگہ اہم ہیں لیکن عقیدہ و ایمان اور دینی اقدار بہرحال مقدم ہیں۔ان کے تحفظ کے بغیر وطن کی حفاظت ممکن نہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کو متزلزل اور کمزور کرنا' قانونِ امتناعِ قادیانیت، حدود آرڈی نینس اور قانونِ توہینِ رسالت میں تبدیلی کر کے انہیں غیر مؤثر کرنا امریکی ایجنڈا ہے اور جنرل پرویز اس ایجنڈے کی تکمیل میں اُن کا ساتھ دے رہے ہیں۔قادیانی گروہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مسٹر طارق عزیز جنرل پرویز کے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم ہیں۔ایسی صورت حال کو قوم کسی قیمت پر برداشت کرے گی نہ قبول کرے گی۔ جمالی وزیراعظم رہیں یا شوکت عزیز وزیراعظم بنیں' ہمیں اس سے کیا فائدہ۔ جب تک آئین میں موجود اسلامی قوانین مؤثر اور محفوظ نہیں ہوتے اور ان کی تنفیذ نہیں ہوتی' اس وقت تک ملک میں کوئی بھی سسٹم نہیں چل سکتا۔صدر پرویز اس وقت خواہی ناخواہی قادیانی لابی کے نرغے میں ہیں۔اہم کلیدی عہدوں پر موجود قادیانی وطنِ عزیز کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔صدر کو قادیانی حصار سے نکالنا اور اسلام اور وطن کے خلاف قادیانی سازشوں کو ناکام بنانا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے دو اہم مطالبات اس وقت دو قراردادوں کی صورت میں بحث کے لیے قومی اسمبلی میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

(۱) قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے ساتھ ساتھ مسلم و غیر مسلم افراد کے شناختی کارڈز کے الگ الگ رنگ ہوں

(۲) مسلم و غیر مسلم اوقاف کی طرح قادیانی اوقاف کو بھی سرکاری تحویل میں لیا جائے' ہمیں امید ہے کہ مجلس عمل کے ارکانِ اسمبلی ان مطالبات کی منظوری کے لیے اپنی طاقت اور صلاحیتیں بہرصورت بروئے کار لائیں گے۔

وانا آپریشن

امریکی دباؤ پر حکومت نے وانا میں اپنے ہی ہم وطن شہریوں پر فوجی آپریشن کے ذریعے جنگ مسلط کی۔انہیں قتل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیااور فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے۔امریکی فوجی حکومتِ پاکستان کے احتجاج کے باوجوداوراپنی حکومت کی ’’سوری‘‘ کونظرانداز کرتے ہوئے باربار پاکستانی علاقوں میں گھس آتے ہیں اور سرحدی قوانین کی کھلی خلاف ورزی کررہے ہیں۔۱۱رستمبر کے بعد ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی جس کے نتیجے میں آج ہمیں مزید امریکی احکامات کی تعمیل کے لیے ہمہ وقت مستعدرہنا پڑتا ہے۔وانا آپریشن سوفیصد امریکی حکم کی بجا آوری میں کیا گیا۔مگراس کے نقصانات ہمیں ہی اٹھانے پڑیں گے امریکہ کونہیں۔قبائل میں فوج کے خلاف مستقل نفرت پیدا ہوگئی ہے۔لسانی اور علاقائی تعصّبات کوتقویت ملی ہے اور علیحدگی کے رجحانات میں اضافہ ہوا ہے۔حال ہی میں سوئی ایئر پورٹ پر نامعلوم افراد نے ۵۶ راکٹ برسا کراسے تباہ کردیا ہے۔اب بھی وقت ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کرکے ایسے منفی جذبات کوختم کرنے کی تدبیر سوچے۔شاید حکومت کی طرف سے کسی اچھے عمل کے نتیجے میں قبائلی عوام کے زخم مندمل ہوجائیں۔وگرنہ بظاہر آثار اچھے نظر نہیں آتے۔

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت:

۳۰رمئی ۲۰۰۴ءکو جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شیخ الحدیث حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کو دہشت گردوں نے شہید کردیا۔اس سے قبل اسی جامعہ کے دونامور علماء مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو دہشت گردی کا نشانہ بنا کرشہید کیا گیا۔مفتی نظام الدین شامزئی کے قتل کوفرقہ وارانہ رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس حادثہ کوحیدریہ مسجد کراچی میں ہونے والی دہشت گردی کے ردِّعمل سے جوڑا جارہا ہے۔ہمارے نزدیک تمام واقعات کے پس منظر میں ایک ہی قوت شامل ہے جوعلماء، دانشوروں، سیاست دانوں، تاجروں اورڈاکٹروں کودہشت گردی کا نشانہ بنا کر راستے سے ہٹارہی ہے۔البتہ ولایتی دشمن کودیسی اجرتی قاتل میسر آگئے ہیں۔کورکمانڈر کراچی پرحملہ اور پیپلزپارٹی کے رہنما منورسہروردی کا قتل سب ایک ہی دشمن کے مختلف اہداف ہیں۔دشمن جانتا ہے کہ ہمارے راستے میں اصل مزاحمتی قوت علماء ہیں اس لیے دہشت گردی کا سب سے زیادہ نشانہ پاکستان میں مذہبی قوتوں کو بنایا جارہا ہے۔حضرت مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت سے ہم غم زدہ وافسردہ ضرور ہیں لیکن یہ اطمینان ہے کہ وہ راہِ حق میں استقامت کے ساتھ اللہ کے حضور سرخرو ہوگئے۔ اوراپنے پیش روشہداء کے شہرشہیداں میں جابسے۔وہ ہمیشہ کے لیے زندۂ جاوید ہوگئے۔لیکن افسوس حکمرانوں پر ہے جوکور کمانڈر کے قافلے پر حملے کے ملزموں کوتو فوراً گرفتار کرلیتے ہیں، صدر پرخودکش حملوں میں بھی دہشت گرد بھی پکڑے جاتے ہیں مگرعلماء کے قاتل دندناتے پھرتے ہیں۔حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ حضرت مفتی شامزئی کے قاتلوں کوجلد گرفتار کرکے عبرت ناک سزادے۔

© rasailojaraid.com